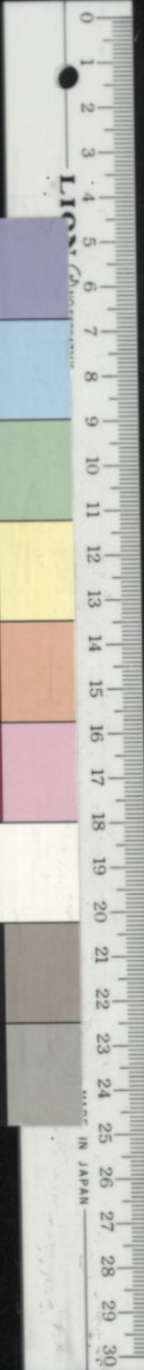
ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ



نمبر (۷) | مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۸۹۷ء بروز جمعہ | جلد ۲۵



ایڈیٹوریل نوٹس

سچے مناد کی تعریف

ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جس کا نام یوحنا تھا یہہ گواہی کے لیئے آیا کہ نور پر گواہی دے تاکہ سب اُس کے باعث سے ایمان لائیں یوحنا ۱: ۶، ۷ -

سچے مناد کا نام مذکورہ بالا آیت میں یوحنا کے نام کی جگہ درج کرنے کے قابل ہی - مناد اپنے آپ کو پہچانے کہ میں سچا مناد ہوں کہ نہیں -

(۱) ہر ایک سچا مناد خدا کی طرف سے بھیجا جاتا ہی وہ انسان ضرور ہی اور ممکن ہی کہ کمزور انسان ہو لیکن اگر سچا مناد ہی تو فی الحقیقت ایک خدا کا رسول ہی - وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں لیکن اُس کے ساتھہ خدا کی قدرت اور خدا کا اختیار ہی جس کو خدا کی طرف سے بھیجے جانے کا یقین نہیں اُس کے کام پر برکت ہونے کی امید نہیں -

(۲) یہہ گواہی کے لیئے آیا کہ نور پر گواہی دے - گواہی دینا بڑا آسان ہی - ناخواندہ آدمی بھی بغیر فصاحت کے گواہی دے سکتا ہی البتہ فصاحت اور تعلیم مددگار ضرور ہیں لیکن شہادت دینے کے لیئے ایک بڑی شرط یہہ ہی کہ مشہود سے واقفیت رکھتا ہو - جب تک کہ مناد اپنے تجربہ میں مسیح کو نہ پہچانے اور اُس کا دل نور سے منور نہ ہو تب تک وہ نور پر کسطرح گواہی دے سکتا ہی اندھا کیا جانے کہ سورج کیسا ہی -

(۳) مناد کا خدا کی طرف سے بھیجے جانے اور شہادت دینے کا مقصد یہی ہی کہ سب اِس کے باعث سے ایمان لاویں لوگوں کو دلیلوں سے قائل کرنا صرف کام کا شروع اور نتیجہ دلانا کام کے پورے ہونے کا نشان ہی دلوں پر نقش کر دینا چاہیئے کہ لوگ خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجھیں - یوحنا کے حق میں لکھا ہوا ہی کہ اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا لوقا ۱: ۱۵ جو چاہتا ہی کہ یوحنا کا جیسا مناد ہو وہ روح القدس کی برکت حاصل کرے - بغیر آرام نکرے اور یہہ آیت یاد رکھے تم قوت پاؤ گے جبکہ روح القدس تم پر آویگا +

نہایت خوشی کا مقام ہی کہ انڈین کرسچن ملکہ وکٹوریہ دام حشمتہا کے جشن ساٹھہ سالہ کی مبارکبادی دینے کے واسطے انتظام کر رہے ہیں - اِس مبارک موقعہ پر اپنی فرمانبرداری اور خیرخواہی پورے طور پر جتلا کر ایڈریس پیش کرینگے - عالیجناب کنور ہرنام سنگہ صاحب سی آئی ای نے تحریک کی ہی - ہمیں یقین ہی کہ اس کام کے متعلق تمام معاملات پورے طور پر انجام پا دیں گے +

ہمارے پاس ایک اوڈیٹر نے ڈاکٹر کیلاگ صاحب کے ایک مضمون کا ترجمہ کر کے بھیجا ہی لہذا ہم ایڈیٹوریل کالم میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

ہندوستانیونکی افریقہ میں ممانعت

آجکل ہندوستانی اخباروں میں اِس بات کا بڑا چرچا ہو رہا ہی کہ اہل ہند کو افریقہ میں جانے کی ممانعت ہو گئی ہی جہانتک ہمکو معلوم ہی یہہ ممانعت خاصکر ہندوستان کے قلیوں کے لیئے ہی جو

سلسلہ کیلیئے دیکھو صفحہ ۱۲

نُور اَفشَاں

پادری - اے - ہیچ یوئنگ صاحب - ایم - اے - ایڈیٹر

اسسٹنٹ ایڈیٹرز:
پادری - جی - ایل ٹھاکرداس صاحب + پادری ایچ گولک ناتھ صاحب
مسٹر ایم - ایل - پیارام صاحب - بی - اے + پادری طالب الدین صاحب بی - اے
پادری - پی - سی - اوپل صاحب

ڈاکٹر کیلاگ بجواب مسٹر اکبر مسیح

کچھ عرصہ ہوا کہ نور افشاں میں ڈاکٹر کیلاگ صاحب کے ایک انگریزی لیکچر کا ترجمہ شائع کیا گیا تہا - مگر قبل اس ترجمہ کے شائع ہونے کے مسٹر اکبر مسیح ساکن باندہ نے ایک رسالہ انگریزی میں بجواب لیکچر ڈاکٹر کیلاگ صاحب تصنیف کیا اور اُسے ڈاکٹر کیلاگ صاحب کے پاس بہیجا ڈاکٹر صاحب نے بمطابق درخواست چند احباب کے اُس کے جواب میں ایک آرٹیکل تیار کیا جس کا انگریزی مسودہ ہمارے پاس بہیجا تاکہ اس کا ترجمہ نور افشاں میں درج کیا جائے - امید ہی کہ یہہ آرٹیکل بہت جلد انگریزی میں بہی شائع ہوگا مگر اس وقت ہم اُس کا ترجمہ درج کرتے ہیں - شاید ہمارے ناظرین کی نظر سے مسٹر اکبر مسیح کا رسالہ نہیں گذرا مگر ڈاکٹر کیلاگ صاحب نے مسٹر اکبر مسیح کے جن مقامات پر ریمارک کیا ہی یا تو اُن کو اپنی انگریزی تحریر میں لفظ بلفظ اقتباس کیا ہی یا اُن کا خلاصہ درج کر دیا ہی - سو ہمیں یقین ہی کہ پڑہنے والوں کو مضمون کے سمجھنے میں کچھ دقت نہ ہوگی - ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

میرے رسالہ "تم مسیح کی نسبت کیا خیال کرتے ہو - آیا وہ دیوتا تھا یا متصف بصفات الٰہی" کی اشاعت کے کچھ عرصے بعد میرے پاس ایک رسالہ بعنوان "ایک مرد پسندیدہ خدا" آیا جو اکبر مسیح صاحب متوطن باندہ نے میرے رسالہ کے جواب میں تحریر کیا ہی اُس کی نسبت اگرچہ چند الفاظ تحریر کئے جائیں تو بیجا نہ ہوگا -

مسٹر اکبر مسیح نے جس حقارت کی نظر سے اِس رسالہ کو تحریر کیا ہی وہ نہایت افسوس کے لائق ہی اور زیادہ تر اس لئے کہ یہہ طرز اس تمام فرقہ کا خاصہ ہی جس سے مسٹر اکبر مسیح علاقہ رکہتے ہیں - بعض لوگ اگر اِس طرز کو پُر زور اور موثر سمجہیں تو سمجہیں مگر ہم اِس کو دلیل یا بُرہان نہیں کہہ سکتے - اور پہر ایسی طرز بیان کو ایسے بہاری اور سنجیدہ مضمون کے متعلق جیسا کہ ہمارے خداوند کی شخصیت - اختیار کرنا سراسر ناروا اور ناجائز ہی - کیونکہ خواہ کوئی اُس کی الوہیت کو مانے یا نہ مانے دونو حالتوں میں یہہ مضمون ایسا بزرگ اور سنجیدہ مضمون ہی کہ ہم اس کی سنجیدگی میں کسی طرح کا مبالغہ نہیں کر سکتے - لازم تہا کہ یہہ خیال اُن کے رسالہ میں وہ وزن اور سنجیدگی پیدا کرتا - جو اِس مضمون کے شایاں تہی - مگر اِس رسالہ میں اُس کی بو تک نہیں آتی - کوئی جگہ ایسے مزاح کے لئے نہیں رہتی جب آدمی اِس بات پر غور کرتا ہی کہ بڑے بڑے فاضل اور علم انجیل کے عالم صدیوں سے بالاتفاق مانتے چلے آئے ہیں کہ در حقیقت علم تفسیر کے مطابق انجیل میں مسیح ایسی صورت میں پیش کیا گیا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اگرچہ وہ کامل انسان ہی پر تو بہی اَزلی باپ کے برابر ہی اور کہ اُس کی برابری اور مساوات میں اِس بات سے کچھ فرق نہیں آتا کہ تثلیث کے بہید میں وہ باپ سے چہوٹا ہی ایسے ایسے لوگ جن کا کہ ثانی علم و فضل اور فہم و عقل میں دنیا کے تختہ پر اور کوئی نظر نہیں آتا اُس کی شخصیت اور خصلت اور تعلیمات کی نسبت سوچکر مجبور ہوئے ہیں کہ اُس کو توما کے الفاظ سے (جکی نسبت مسیح نے توما کو ذرا بہی ملامت نہ کی) مخاطب کریں اور کہیں "اي میرے خداوند اور اي میرے خدا" اب ایسے لوگوں کے ایسے بالاتفاق فیصلہ کے سامنے تقاضا خاکساری کا یہہ ہونا چاہئے کہ جو شخص اِس عقیدہ کو نہیں مان سکتا وہ بہی اِس معاملہ میں عاجزی اور ملائمت اختیار کرے +

دلائل اِس رسالہ میں جو اِس وقت ہمارے سامنے پڑا ہی گل سے دو یا تین پائی جاتی ہیں اُن میں سے پہلی دلیل اِس طرح بیان کی گئی ہی - یسوع خدا کا بیٹا ہی پس وہ خدا نہیں اور نہ خدا بیٹا ہو سکتا ہی - مگر اِس دلیل میں مسٹر اکبر مسیح مطابق یونیٹیرین مصنفوں کے دستور کے لقب "خدا کے بیٹے" کے تواریخی مفہوم کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اِس لقب کا تواریخی مطلب ساری بحث کی جان ہی کیونکہ وہ مطلب جو ہم آپ اِن لفظوں سے نکال سکتے ہیں خواہ ہم یونیٹیرین ہوں خواہ ٹرینیٹیرین (تثلیثی) اِس مقدمہ کے فیصلہ میں کچھ وقعت نہیں رکہ سکتا - پس اصل سوال یہہ ہی کہ ہمارے خداوند کے زمانہ میں اِن لفظوں سے کیا معنے مفہوم ہوتے تھے - کیونکہ یہہ ہم کو ماننا پڑے گا کہ یہہ خیال نہیں ہو سکتا کہ ہمارے خداوند نے اِن الفاظ کو کسی ایسے معانی میں استعمال کیا ہو جس سے یہودی جن کے درمیان وہ بود و باش کرتا تہا ناواقف تھے - پس مطابق اِس کے سوال کی یہہ صورت بنجاتی ہی کہ آیا الفاظ "خدا کا بیٹا" یہودیوں کے نزدیک خدا کی برابری کا مطلب رکہتے تھے یا نہیں؟ اِس کے جواب کے لئے ہم شک میں نہیں چہوڑے گئے کیونکہ ہم الفاظ "میرے باپ" کی نسبت جو اِن لفظوں سے لازمی تعلق رکہتے ہیں یوحنا ۵ / ۱۸ میں پڑہتے ہیں "تب یہودیوں نے اور بہی زیادہ اس کو قتل کرنا چاہا کیونکہ اُس نے . . . . خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئیں خدا کے برابر کیا" (دیکہو یونانی) پہر ہم یوحنا باب ۱۰ میں پڑہتے ہیں کہ جب مسیح نے کہا "میں اور باپ ایک ہیں" تب یہودیوں نے پتہر اُٹہائے کہ اُسے پتہراؤ کریں اور جب پوچہا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو جواب دیا کہ "ہم تجہے اچہے کام کے لئے نہیں بلکہ اِس لئے تجہے پتہراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہی اور انسان ہوکے اپنے تئیں خدا بناتا ہی" اب اگر یسوع اچہا آدمی تہا اور در حقیقت خدا کے برابر نہ تہا تو اُس کے لئے یقیناً یہہ لازم تہا کہ اپنے سارے زور سے بتاکید اِس نتیجے کو رد کرتا جو اُس کے الفاظ سے نکالا گیا تہا - لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ برخلاف اِس کے اپنے الفاظ



کے جواز اور صحت کو ثابت کرنے کے لئے یہہ دلیل لایا کہ جب آدمی خدا کے فرزند (بغیر صرف تعریف کے) کہلا سکتے ہیں تو کس قدر وہ جس کا رشتہ ازلی باپ سے عجیب اور بینظیر ہی یہہ کہہ سکتا ہی "میں خدا کا بیٹا ہوں"۔

پس اِس سے ظاہر ہی کہ پہلی صدی کے یہودی جو معنی الفاظ "خدا کے بیٹے" سے سمجھتے تھے وہ اُن معانی سے جو حال کے یونٹیرین ان الفاظ پر چسپاں کرتے ہیں بلکہ مختلف اور متفرق تھے۔ اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ مسیح خود جانتا تھا کہ یہہ لوگ اِس جملہ یا اِس قسم کے اور جملوں سے معنی باپ کی برابری کے سمجھتے ہیں۔ اور اسی طرح یہہ بھی بخوبی روشن ہی کہ اُسنے کبھی اُن سے یہہ نہیں کہا کہ میرا یہہ مطلب نہیں جو تم سمجھتے ہو اور نہ کبھی شرح کر کے دکھایا کہ میں ان الفاظ کو مروجہ معانی میں استعمال نہیں کرتا بلکہ اور معانی میں استعمال کرتا ہوں برعکس اسکے وہ بار بار اپنی نسبت اِس قسم کے الفاظ مثلاً "بیٹا" وغیرہ استعمال کرتا ہی جن سے اُن کا یقین اور بھی پختہ ہوتا گیا۔ کہ یہہ شخص ایسے الفاظ استعمال کر کے خدا کے برابر ہونے کا دعویٰ کرتا ہی۔ جہاں اُس نے باپ سے چھوٹا ہونے کا اقرار کیا اُسی جگہ اُس نے یہہ بھی کہا کہ جو کچھ وہ (باپ) کرتا ہی سو میں بھی کرتا ہوں یوحنا $\frac{5}{19}$ اور دنیا کی عدالت کرنے کی طاقت (جس کے لئے لاریب عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کی صفات ضروری ہیں) باپ نے اِس بنا پر مجھ کو دی ہی کہ میں بیٹا ہوں اور اِس غرض سے دی ہی کہ سب بیٹے کی ایسی عزت کریں جیسی خدائے تعالیٰ کی کرتے ہیں (یوحنا $\frac{5}{22-23}$) پھر ہم لفظ "بیٹا" اِسی مفہوم اور معنی کے ساتھ متی $\frac{11}{27}$ میں پاتے ہیں جہاں وہ یہہ دکھاتا ہی کہ میرا اختیار ایسا ہی وسیع ہی جیسا کہ باپ کا اور صرف باپ ہی میری ذات کے رازسے جو میں بحیثیت بیٹا ہونے کے رکھتا ہوں واقف ہی۔ اور اسی طرح میں ہی تمام مخلوقات میں سے اکیلا ایسا ہوں جو باپ کو پورے درجہ تک جانتا ہوں۔ پس جب مسیح خدائے لامحدود کا کامل علم رکھنے کا دعویٰ کرتا ہی۔ (جیسا کہ اِس جگہ سے ظاہر ہوتا ہی) تو اس سے اور کیا مطلب ہو سکتا ہی سوائے اِس کے کہ وہ ہر ایک عجیب اور پُر تاثیر طور سے اپنے حق میں الوہیت کا دعویٰ کرتا ہی۔ ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی بشر خواہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کی فہمید رکھنے والا کیوں نہ ہو اِس قسم کا علم رکھہ سکتا ہی۔

اور پھر جب وہ تین برس تک اسی طرح اپنی ذات (یعنی بیٹا ہونے) کی نسبت سکھا چکا اور منادی کر چکا تو اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لئے سردار کاہن کے سامنے حاضر کیا گیا جہاں اُس کی زندگی سخت خطرہ میں تھی۔ یہاں سنجیدہ طور پر حلف دیکر اُس سے اِس سوال کا صحیح صحیح جواب طلب کیا گیا "کیا تو اُس مبارک کا بیٹا ہی" واُس نے اُس وقت بھی حالانکہ اُس کو قسم دی گئی تھی اور وہ موت کے پنجہ میں گرفتار ہونے پر تھا اور خوب جانتا تھا کہ میرے بیان سے بجز خدا کی برابری کے دعویٰ کے اور کچھ نہیں سمجھا جائے گا۔ ہاں ایسی حالت میں بھی اُس نے یہی جواب دیا "میں ہوں" اور "خدا کا بیٹا" ہونے کا دعویٰ قوم میں سب سے معتبر اور بااختیار شخص کے نزدیک معنی خدا کی برابری کے رکھتا تھا اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ سردار کاہن نے فتویٰ دیکر کہا کہ جو الفاظ مسیح کی زبان سے نکلے سو کفر کے کلمے ہیں۔

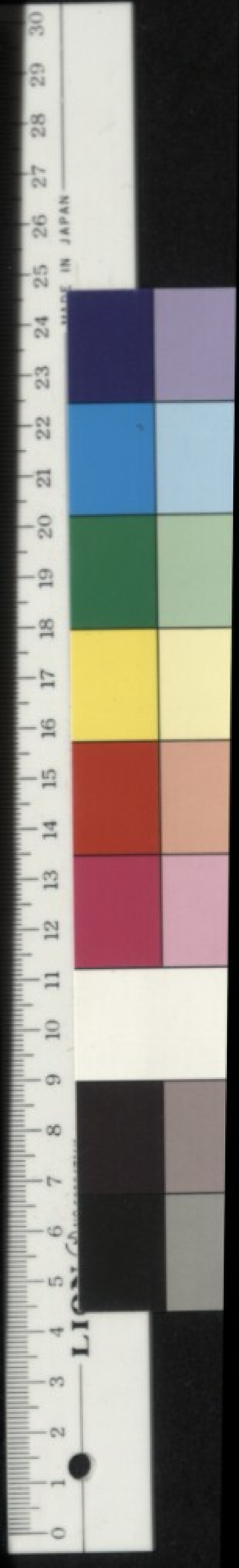
پس الفاظ "خدا کا بیٹا" ہونے کے جو معانی پہلی صدی میں مروج تھے اُن کے ثبوت میں اناجیل کی ایسی شہادت موجود ہی جس میں کہ ہم بیان کر چکے ہیں لیکن اِس قسم کے معنی اور مطلب کی طرف اِس ٹرکٹ میں کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا۔ دیگر یونیٹیرین مصنفوں کے مطابق مسٹر اکبر مسیح کے نزدیک اُن پر پردہ ڈالنا اور اُن معانی پر زور دینا بہتر ہی جن کے لئے نئے عہد نامہ میں رتی بھر تو ریختی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن ہم جو نجات کو عزیز اور بیش قیمت سمجھتے ہیں یہہ جرأت نہیں کر سکتے (خواہ عقلی مشکلات کیسی ہی بڑی کیوں نہ ہوں) کہ قدیم یہودی معانی کو نظر انداز کر کے یونیٹیرین معانی کے مطابق اِس بات کا انکار کریں کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا ہی اور الوہیت اور جلال میں ازلی باپ کے برابر ہی اور یوں انکار کر کے مسیح کی شہادت کو جو اُس نے خود اپنے حق میں دی جھٹلائیں۔

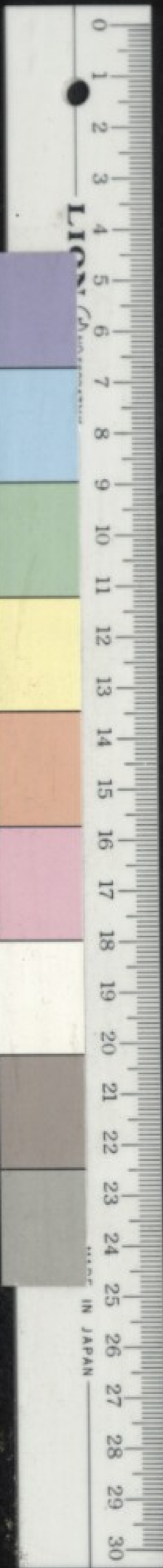
مسٹر اکبر مسیح اپنے رسالہ کے صفحہ ۴ اور ۵ میں ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں۔ جسکا مطلب ذیل میں درج ہی۔ اگر ہم مسیح کی باتوں کے پورا ہونے سے یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ خدا بصورت انسان تھا تو پھر اُسی طرح یہہ نتیجہ بھی لازم آئیگا کہ اور سب نبی بھی اگر دیوانہ نہ تھے تو خدا تھے کیونکہ ان کی باتیں بھی کامل طور پر پوری ہو چکی ہیں۔ مگر اِس دلیل سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہی تو یہہ ہوتا ہی کہ مصنف صاحب ابھی تک اُن لوگوں کے خیال اور دعویٰ سے جن کے برخلاف وہ دلیل لاتے ہیں واقف نہیں۔ کیونکہ ہم سب ان کے ساتھ اِس بات میں متفق ہیں کہ صرف لفظوں کا پورا ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ یسوع یا کوئی اور نبی الٰہی شخص ہی اس سے جو کچھ ثابت ہوتا ہی سو یہہ ہی (اور اس کو ہمارے مصنف صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں) کہ جس کی باتیں پوری ہو گئی ہیں وہ شخص منجانب اللہ ہی اور روح کے الہام سے بولتا ہی۔ لہذا اس کی تعلیمات کو خدا کی تعلیمات سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ پس ظاہر ہو کہ نبیوں کی باتیں اُن کو اُس وقت الٰہی ثابت کرتیں جبکہ اُن میں سے کوئی الوہیت کا دعویٰ کرتا مگر اُن میں سے کبھی کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن ہمارے خداوند کا حال مختلف اور دگرگوں ہی جیسا کہ ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ سب سے بڑا حصہ اُس تعلیم کا جو وہ استاد اور نبی اور منجانب اللہ ہونے کی حیثیت سے دیتا تھا خود اُسی کی ذات سے علاقہ رکھتا تھا جس سے یہہ ظاہر کرنا مطلوب تھا کہ تمام نبیوں

میں سے صرف وہی (یسوع) باپ کے ساتھ ایک ہی اور سب کچھ جو باپ جانتا ہی جانتا ہی - اور سب کچھ جو باپ کرتا ہی کرتا ہی پس اگر کسی بی کے الفاظ کا پورا ہو جانا متقاضی اس بات کا ہی کہ ہم اس کو ایک استاد منجانب اللہ مانیں اور جو کچھ وہ کہتا ہی اُس پر پورا پورا ایمان لائیں تو مسیح کی نسبت بھی یہہ بات لازم ٹھہریگی - پس اگر مسیح کی گواہی ہیں جس کا انا یوں کچھ بلا لازم ٹھہرتا ہی یہہ دیکھوں (جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا کہ اُس نے اپنے زمانہ کے روحہ معنی کے مطابق ازلی باپ کے برابر ہونے کا دعویٰ کیا ہی تو پھر کیا یہہ کہنا نادرست ہی کہ تمام انبیا میں سے (جن میں سے کبھی کسی نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا) یسوع مسیح ہی تنہا ایسا ہی جس کی باتوں کا پورا ہو جانا متقاضی ہی کہ ہم اُس کی گواہی کو جو اُس نے اپنی نسبت دی اُسی طرح قبول کریں جس طرح اُس کی گواہی کو متعلق اور باتوں کے قبول کرتے ہیں - اور یوں جس طرح اُس کی اُس گواہی کو کہ جو وہ متعلق اپنی انسانیت کے دیتا ہی قبول کرتے ہیں اُسی طرح اُس گواہی کو بھی قبول کریں جس سے وہ اس عزت کا مدعی ہوتا ہی جو لوگ باپ کو دیتے ہیں +

بہت سا حصہ اس ٹرکٹ کا اُن مقامات سے بھرا پڑا ہی جن سے ظاہر ہوتا ہی (اور ہم بھی مصنف رسالہ کے ساتھ اتفاق کرکے کہتے ہیں) کہ مسیح فی الحقیقت اور فی الواقع اپنے آپ کو ایک انسان سمجھتا تھا - ان مقاموں سے وہ یہہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر ہم یسوع کے اِن اقوال کو مانتے ہیں تو ہم کو از روئے انصاف اِسبات کا انکار کرنا پڑے گا کہ یسوع اپنے تئیں خدا جتانا چاہتا تھا - مسٹر اکبر مسیح خاصکر ہمارے خداوند کا وہ قول پیش کرتے ہیں جو اکثر اس بات کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہی کہ وہ اپنی دوسری آمد کے دن اور گھڑی کا علم نہیں رکھتا تھا - کیونکہ اس کا علم صرف باپ ہی کو تھا - لیکن ہر ایک دلیل جو اس قسم کے مقامات پر قائم کیجاتی ہی فقط اُس وقت صحیح ہو سکتی ہی جبکہ ان دو خیالوں میں سے ایک کی صحت مانی جائے - اول یہہ کہ عیسائی علی العموم خداوند کی انسانیت کے انکاری ہیں اور دوئم یہہ کہ اتحاد انسانی اور الٰہی ذات کا ایک شخص میں غیر ممکن ہی لیکن نظر بر خیال اول ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اِس ٹرکٹ کے مصنف صاحب ایسے بے علم ہیں کہ وہ یہہ خیال کریں کہ عیسائی اس بات کے منکر ہیں کہ مسیح حقیقی انسان تھا اور اُس میں انسانیت کے تمام حدود و قیود پائے جاتے تھے - پس اُن کی دلیل میں اگر کچھ زور ہو سکتا ہی تو صرف اس خیال کی بنا پر ہو سکتا ہی کہ اگر مسیح حقیقت میں انسان ہی جیسا کہ اُس کے اقوال سے بخوبی ظاہر ہی تو وہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا - لیکن بنی آدم میں کون اس لائق ہی کہ اپنی محدود عقل انسانی کے پیمانہ سے لا محدود خالق کی ذات اور الوہیت کے اتھاہ سمندر کو ناپے اور یہہ کہہ سکے کہ گنہگار انسان کے لیے نجات بخش محبت اور کفارہ بخش رحم رکھکر بھی اگر خدا انسان کی صورت اختیار کرنا مناسب سمجھتا تو بھی جامہ انسانی نہیں اختیار کر سکتا تھا - البتہ مسٹر اکبر مسیح اپنے تئیں اس لائق سمجھتے ہیں اور یہہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ ایسا ہونا بالکل ناممکن ہی لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو نہیں مان سکتے کہ مسٹر اکبر مسیح یا کوئی اور دنیا میں ایسا ہی جو خدائے لامحدود کا ایسا علم رکھتا ہو جس سے یہہ کہنے کا مجاز ہو کہ خدا کا مجسم ہونا سراسر غیر ممکن ہی - اور اگر اُس کو غیر ممکن نہیں کہہ سکتے تو پھر یہہ ظاہر ہی کہ اگر خدا مجسم ہو (دھوکے کی صورت میں نہیں بلکہ حقیقی طور پر) تو یہہ لازمی اور ضروری بات ہوگی کہ جس قدر اُس کو مجسم ہوکر خدا ہونا ضروری ہی ویسا ہی انسان ہونا بھی لازمی ہی - ورنہ تجسم سچا نہیں ہوگا -

مگر اس قسم کے خیالات کے لیے مصنف کے پاس فقط دو جواب ہیں اول یہہ کہ انسانی اور الٰہی ذات کا ایسا اتحاد ایک امر "پُر راز اور ناممکن التشریح ہی" پھر کیا یہہ بات ایسے معاملہ میں دلیل کا کام دے سکتی ہی ؟ - کیا ایسے معاملات کے متعلق جو خدا کی ذات اور اُس کے طریق اظہار و افعال سے علاقہ رکھتے ہیں یہہ کہنا کہ یہہ بھید اور راز کی بات ہی کوئی تردید ہو سکتا ہی ؟ - ایک ہی شخص میں الٰہی اور انسانی ذات کا مل جانا لاریب ایک امر پُر راز اور سمجھ سے باہر ہی پر کیا روحی اور مادی ذاتوں کا اتحاد ایک انسانی شخص میں کچھ کم پُر راز اور ناقابل التشریح ہی - اب کیا کوئی شخص ایسی حجت کر سکتا ہی کہ مطابق صحیح منطق کے ہم کو یا تو اپنے مادی جسم کا انکار کرنا چاہیئے یا اپنی غیر مادی روح کا - ہم اپنی انسانیت کے عجیب روحانی اور مادی اتحاد کی نسبت دو قضایا اعتقاد قائم کرکے ایک ہی شخص کی نسبت کبھی اُس کی ایک ذات کی طرف اور کبھی دوسری کی طرف اشارہ کرکے کہہ سکتے ہیں کہ "آدمی فانی ہی" اور "آدمی غیر فانی ہی" اب اگر یہہ ہو سکتا ہی تو پھر کیوں یہہ خلاف عقل اور بیجا سمجھا جائے کہ اسی طرح وہ باتیں جو بظاہر متناقض سی نظر آتی ہیں اُس شخص میں بھی پائی جا سکتی ہیں جس میں انسانیت اور الوہیت موجود ہی۔ مسیح خود اس قسم کی باتوں سے جو بظاہر متناقض سی معلوم ہوتی ہیں نہیں ڈرتا تھا کیونکہ ہم اپنے یونیٹیرین دوستوں کو یاد دلانا چاہتے جو وہ اکثر بھول جاتے ہیں کہ وہی مسیح جس نے یہہ کہا کہ میں اپنے دوبارہ آنے کا دن اور گھڑی نہیں جانتا یہہ بھی اور ویسی ہی صفائی کے ساتھ کہتا ہی کہ سب کچھ جو وہ (باپ) کرتا ہی مجھے دکھاتا ہی جس سے ظاہر کرتا ہی کہ میرا علم اُسی قدر وسعت رکھتا ہی جس قدر باپ کا علم رکھتا ہی مگر یونیٹیرین احباب کی خوشی اسی بات میں نظر آتی ہی کہ وہ پہلی بات کو قبول اور دوسری کو ترک کریں لیکن مسیحی یہہ خیال کرتے ہیں کہ اُن پر یہہ فرض ہی کہ ان دونوں باتوں کو قبول کریں - ہم یہہ بھی کہہ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ یہہ ہمارا کام نہیں کہ ہم اس اختلاف کو جو بظاہر نظر آتا ہی تسلی بخش طور پر حل کریں یا اس کی مطابقت دکھائیں





گو بہت سے لوگوں کے نزدیک اِس مشکل کو تسلی بخش طور پر اسی طرح حل کر سکتے ہیں کہ ایک حالت میں مسیح بحیثیت خدا۔ انسان کے انسانی ادراک کی اور دوسری حالت میں اُس کے الٰہی علم کی آواز سنتے ہیں ✦

لیکن مصنف صاحب پھر یہہ کہتے ہیں کہ اگر مسیح درحقیقت خدا تھا تو ایسے الفاظ اور جملے جن میں وہ بہر صورت اپنے تئیں ہماری طرح علم اور قدرت میں محدود ظاہر کرتا ہے بالکل مصنوعی اور مغالطہ دہ اور ایک تماشا سا ٹھہریں گے۔ وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس سے بڑھکر یہہ کہنے کی بھی جرأت کرتے ہیں کہ اگر مسیح ایسا ہی تھا جیسا کہ کثیر جماعت عیسائیوں کی اُس کو سمجھتی ہے تو پھر اُس کے یہہ اقوال اگر انسانی اخلاق کی کسوٹی پر کسے جائیں تو بالکل جھوٹے اور لغو اور فریب دہ ثابت ہونگے۔ ہم اس مزاج کی نسبت کچھ نہیں کہنا چاہتے جس نے مصنف کو ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی مگر ہم اس دعوے کی نسبت چند الفاظ عرض کرتے ہیں وہ چیز مصنوعی ہے جو نیچر اور حقیقت کے مطابق نہیں۔ اگر میں ایسی طرز اختیار کروں اور ایسے طرز پر بولوں جس سے ظاہر ہو کہ میں بادشاہ ہوں درحالیکہ حقیقت میں بادشاہ نہیں ہوں تب البتہ میری حرکتیں مصنوعی اور ایک قسم کا تماشا یا مغالطہ دینے والی سمجھی جائینگی۔ پر اگر میں فی الحقیقت بادشاہ ہوں تو مجھ پر ایسا کوئی الزام نہیں لگ سکتا گو میری بیرونی حالت میرے دعوے کی نفی ہی کرتی ہو۔ سو اگر مسیح ایسا ہی تھا جیسا کہ کثیر جماعت عیسائیوں کی بنا بر تواریخی شہادت اناجیل کے اُس کو مانتی چلی آئی ہے یعنی انسان سے انسان اور خدا سے خدا تو پھر اگر اُس نے ایسے الفاظ استعمال کئے تو ہم اُن کو مصنوعی اور تماشا نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو حقیقت اور نفس الامر کے عین مطابق تھے۔ اور نہ وہ مغالطہ دینے والے ہی ٹھہر سکتے ہیں کیونکہ اسی قیاس پر تو اُن سے وہ حقیقت سچے طور پر ظاہر ہوتی ہے جو اُس کی انسانیت سے علاقہ رکھتی ہے اور نہ ان سے کسی نیک نیت شاگرد کے نزدیک جو اُس کی ہر ایک بات کو کامل ایمان سے مانتا ہے اِس گواہی کی وقعت میں کچھ ضعف پیدا ہوتا ہے جو اُس نے ویسی ہی صفائی سے اُن صفات سے موصوف ہونیکی نسبت دی جو ذات الٰہی کے ساتھ خاص ہیں۔ ہم اِس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ وہی یسوع جس نے اپنی بےعلمی پر متعلق عدالت کے دن کے ظاہر کی بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ یہہ بھی کہتا ہے کہ سب کچھ جو باپ جانتا ہے میں جانتا ہوں اور جو وہ کرتا ہے میں کرتا ہوں۔ اور کہ تمام آدمیوں میں سے صرف میں ہی ایک ایسا ہوں جو لامحدود باپ کا پورا علم رکھتا ہوں۔ مسٹر اکبر مسیح اور اُن کے ہم خیال حالانکہ مسیحی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو بھی مسیح کے ان اقوال میں سے صرف پہلے کو (یعنے جس میں اس کی بےعلمی کا ذکر ہے) قبول کرتے ہیں اور باقیوں کو رد کر دیتے ہیں یا توجہ نہیں کرتے لیکن مسیحیوں کی بڑی بھاری جماعت یہہ خیال کرتی ہے کہ جیسا خداوند یسوع مسیح کی اس بات کو سچا جاننا ہم پر فرض ہے جس میں کہ وہ اپنی انسانیت کا بمعہ اُس کے حدود و قیود کے ذکر کرتا ہے ویسا ہی ہم پر (بشرطیکہ ہم اُس کے سچے شاگرد ہیں) یہہ فرض ہے کہ ہم اسی طرح اُس بات کو بھی سچی جانیں (خواہ اس کا مطلب سمجھیں یا نہ سمجھیں) جس میں وہ ویسی ہی صفائی کے ساتھ اپنی نسبت ایسی قدرت اور علم کا دعویٰ کرتا ہے جو کہ قادر اور عالم الغیوب باپ کے علم اور قدرت کی مانند غیر محدود ہے۔

مسٹر اکبر مسیح اور دیگر یونیٹیرین احباب کا اس بات کو نہ دیکھنا ہمارے لئے سخت حیرانی اور بڑے غم کا باعث ہے کیونکہ جو الفاظ پیارے شاگرد یوحنا نے تحریر کئے بڑے پر مطلب اور گہرے ہیں "جو بیٹے کا انکار کرتا ہے سو باپ سے اُس کو کچھ واسطہ نہیں" یوحنا ۲/۲۳ اور جب ہم پوچھتے ہیں کہ اس شاگرد کی جو کہ مسیح کو بہت اچھی طرح جانتا تھا کیا مُراد تھی جب اُس نے مسیح کو "بیٹا" کہا تو وہ خود ہم کو بڑی صفائی سے اِس کا جواب دیتا ہے۔

کہ یہہ (یعنی یسوع مسیح جس کا نام ابھی لیا گیا) برحق خدا ہے اور سچ سچے ایماندار عیسائیوں کی کل جماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ جو شخص انسان یسوع مسیح ہے وہی حقیقت میں خدا اور ہمیشہ کی زندگی بھی ہے۔ اے کاش کہ سب لوگ اس بات کو مانیں اور مان کر ہمیشہ کی زندگی پائیں ✦

مراسلات

مسیحی خدمت

مسیحی خدمت سے مراد مسیحی زندگی ہے اور مسیحی زندگی ایک مسیحی کی تمام زندگی کی طرف دلالت کرتی ہے۔ خواہ وہ کسی وقت یا جگہ میں ہو۔ وہ نہ صرف خداوند کا خادم ہے بلکہ ایک ایسا خادم ہے کہ اُس کے تمام زندگی کے افعال بطور خدمت کے متصور ہوتے ہیں۔ جب تک وہ زندہ ہے وہ اپنے مالک کے لئے زندہ ہے اُس کو ذاتی فائدہ کا خیال کوئی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے کل کاروبار میں خواہ منادی کا ہو یا معلمی کا یا کوئی اور اپنی شاباشی و قدر دیکھ کے کچھ نہیں کرتا خواہ نجی امور اور دیگر بیرونی و اندرونی متعلقات میں اُس کا مُدعا یہی رہتا ہے کہ اگر میں زندہ ہوں تو اپنے آقا کے لئے زندہ ہوں اور اگر مرتا ہوں تو بھی اپنے آقا کے لئے۔ خواہ خواب کا وقت ہو یا بیداری کا۔ خواہ محنت کا یا آرام کا۔ خواہ کھانے کا یا نہ کھانے کا اُس کو یہی خیال لگا رہتا ہے کہ میں اپنے مالک کی ملکیت اُسی کے استعمال کے لئے ہوں۔

اے ناظرین ہم کو بھی نہایت مستعدی سے اپنے

عزیز خداوند کی طرف دیکھنا چاہیئے اور اُس کی خدمت کے جلہ شرائط کو عاجزی و فروتنی کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے اگر ہم اپنے تئیں اُس کے نام اور حضوری میں سپرد کر دیں تو ہمارے دل کے اندر گھبراہٹ و بے چینی نہ رہیگی بلکہ تسلّی و اطمینان و آزادگی حاصل ہوگی - مسیحی خدمت ہمیشہ سب کے لیئے ہی - اور خدمت گذاری کے شرائط سب کے لیئے یکساں ہیں -

روح کی پوشیدگی میں خدا کے ساتھ ساتھ چلنا اور آسمانی آقا کی مرضی پر بھروسہ رکھنا اصل خدمت ہی -

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیاوی نوکری میں سند یافتہ ہونا نہایت ضروری امر سمجھا جاتا ہی - ایک مدرس کے پاس ٹریننگ کالج کی سند کا ہونا ضروری ہی یا ایک واعظ کے پاس علم الٰہی کے مدرسہ کی سند کا ہونا لازمی امر ہی و علی ہذا القیاس دیگر پیشجات میں سند درکار ہوتی ہی - لیکن مسیحی خدمت کے لیئے سند کیا ہونی چاہیئے - فی زمانہ کے مسیحی خادم کو نہایت ضرور ہی کہ اصلی سچائی سرگرمی و محبت کی روح پر ذاتی قبضہ رکھے - سرگرمی - تیزی - تکلیف کا برداشت کرنا صرف کافی نہیں ہی بلکہ انجیل شریف کی صداقت اور پُر معنے ہونے کی شہادت دہی میں مسیحی خادم کو عاجز - فروتن و محنتی ہونا نہایت ضروری ہی - اکثر دیکھا جاتا ہی کہ بعض واعظ پلپٹ پر سے دینی اصول مسیحی شہادت فضل وغیرہ کی بابت خوب تقریر کرتے ہیں - لیکن افسوس ہی کہ اُنکی روزمرہ کی زندگی مسیحی خدمت کے لیئے مُردہ ہوتی ہی اور یہی ایک خاص وجہ ہی کہ اُن کے کلام میں کچھ بھی تاثیر نہیں ہوتی ہی - لوگ ان کی ظاہر پرستی کو دیکھ کر اُن کی باتوں پر بہت کم توجہ دیتے ہیں - دیگراں را نصیحت وخود را فضیحت - پس مسیحی خدمت کے لیئے ضرور ہی کہ ایسی ظاہر پرستی چھوڑیں اور جو کچھ کہیں وہ اپنی عادت مزاج و روزمرہ کی زندگی میں ظاہر کریں دوسری سند مسیحی خادم میں بے خودی و خود فراموشی کی ہونی چاہیئے - اگر خدا کے بندوں میں عمدہ تقریری لیاقت و فصاحت و سرگرمی وغیرہ پائی جاتی ہی لیکن یہہ بخششیں اِس لیئے نہیں عطا ہوئی ہیں کہ وہ اپنے ہی جلال و عزت ڈھونڈیں بلکہ خاصکر اپنے آقا کی عظمت بزرگی ظاہر کرنے کو - آجکل اکثر دیکھا جاتا ہی کہ بعض مسیحی اپنی چھوٹی لیاقتوں پر فاخر ہو جاتے ہیں - بعض اپنے دنیاوی علم پر - بعض اپنی منادی پر - بعض اپنے کسی پیشہ پر وغیرہ - یہہ ناجائز خیال ہی - ہم کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم خدا کے ہتھیار ہیں اور اُسی کا جلال ظاہر کرنے کے لیئے بنائے گئے ہیں -

ایک دفعہ کسی بندہ خدا سے کہا گیا کہ اپنی کوئی بھید کی بات بتائے اُسے جواب دیا کہ میرا بھید یہہ ہی کہ میری روح مبارک آقا کے ساتھ نہایت خوش ہی خاص کر اِس لیئے کہ میں بادشاہوں کے بادشاہ کا خادم ہوں - اور مسیح اُس خوشی کے بھید کا منبع ہی -

پس اے ناظرین ہم کو نہایت ضرور ہی کہ ہم اپنی روحوں کو خدا کی حضوری کے بھید میں داخل کریں - کلام روح کے لیئے اِس قدر خوراک نہیں ہی جس قدر جسم کے لیئے ہی ہم کو جو کہ مسیح کے خادم ہیں اور اُس کے عضو واجب ہی کہ یہہ خیال رکھیں کہ ہم صرف بہت کام ہی نہ کریں بلکہ اپنے کو آقا کے استعمال اور مرضی کے لیئے ٹھیک اور لائق برتن بنائیں اِس لیئے ہم کو اپنی سرگرمی و کامیابی و تعریف وغیرہ پر تکیہ نہیں لگانا چاہیئے - بلکہ خداوند مسیح پر - اُس کی خدمت گذاری میں تم کو اپنی زندگی کے حالات و طریقوں میں اُس سے پوشیدہ میں بات چیت کرنی چاہیئے اور دُعا عبادت کلام کے مطالعہ کرنے میں زیادہ فکرمند ہونا چاہیئے + فقط

اے پیٹرس از مجیٹھہ

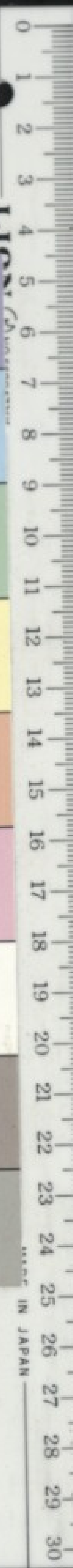
ہندو مذہب

مفصل مضمون - جس مُلک میں ہم خدا کا کلام سناتے ہیں - اُس ملک کے مذہب سے واقفیت رکھنا امر ضروری ہی - اور خصوصاً ہم کو جو کہ دیسی منّاد ہیں نہایت اور لازم ہی کہ ضرور اپنے ہم وطنوں کے مذہب سے واقفیت رکھیں - اِس لیئے میں نے مناسب سمجھا کر اپنے ہم خدمت بھائیوں کی مدد کے واسطے اِس مضمون پر کچھ تحریر کروں حالانکہ میں اپنے تئیں اِس بھاری مضمون میں دخل دینے کے لائق نہیں سمجھتا ہوں - تاہم میں نے مناسب جانا کہ جو کچھ میں نے مطالعہ اور تجربہ سے حاصل کیا ہی اپنے محبّوں کی نذر کروں - چونکہ فی زمانہ تمام سنسکرت کتابیں انگریزی میں ترجمہ ہو چکی ہیں - نیز بہت کتابیں ہندو مذہب کی بابت انگریزی میں تصنیف ہو گئی ہیں - سو انگریزی دان صاحبان تو ہندو مذہب کی کیفیت کو انگریزی کتابوں سے بخوبی دریافت کر لیتے ہیں -

اما منّادان و مبشران جو زبان انگریزی میں مہارت نہیں رکھتے وہ اِس مذہب کی حقیقت سے بالکل محروم رہتے ہیں - سو خصوصاً انہیں بھائیوں کی فائدہ رسانی کیواسطے مَیں قلم اُٹھاتا ہوں - چونکہ یہہ مضمون کچھ عرصہ تک نور افشاں کے کالم میں جگہ لیگا لہٰذا شائقین مضمون ہذا - وخصوصاً مبشران سے درخواست ہی کہ پرچوں کو بحفاظت تمام نمبروار یکے بعد دیگرے رکھتے جاویں تاکہ سلسلہ مضمون قائم رہے +

آریا قوم کی قدیم سکونت

علما متفق الرائے ہیں کہ ہندوستان ہمارے آباو اجداد کا قدیم سکونت گاہ نہیں ہی - یہہ بات دریافت کرنا کہ ہندوستان میں آنے سے پہلے وہ کہاں رہتے تھے - شاید اِس جگہ پر بے موقع



نہیں ہوگا۔ ژند دستہ میں آیریانہ ہیجو نام ایک جگہ کا ذکر ہو بعض کا گمان ہو کہ منوجی کا آریہ ورت اور ژند دستہ کا آیریانہ ہیجو ایک ہی جگہ ہو۔ لیکن اِس بات کے بارے میں ہمارا اعتراض ہو کہ منوجی کا آریہ ورت ایک جگہ ہو جو علم جغرافیہ سے تعلق رکھتا ہو۔ جو ہمالہ اور وندھیاچل پہاڑوں کے درمیان ہو۔ لیکن ثابت نہیں ہوتا کہ آریانہ ہیجو حقیقت میں کوئی جگہ تھی۔ کیونکہ آریانہ ہیجو کی تفسیر میں ٹیس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اِس سے ایرانیوں کا فردوس سمجھنا چاہئے۔ اِس فردوس کے بادشاہ کا نام جمہ تھا۔ جو ایرانیوں کی کہانیوں میں جمشید نام سے موسوم ہو۔ اِس جگہ پر جرمزاد رژرتشت نے آسمانی ہزاروں وغیرہ۔ کی پرستش کی ہو اور یہاں ژرتشت نے درسپہ اور اودنی کی پرستش کی سو آریانہ ہیجو ایک فرضی جگہ معلوم ہوتا ہو۔ جہاں دیوتوں اور جباروں کی سکونت تھی اور سردی گرمی اور رنج وغم بیماری اور موت کا ذکر نہیں تھا۔ آریہ ورت یا آریہ دیش الفاظ کو منوجی سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا۔ رگ وید میں اِس کا کچھ ذکر نہیں۔ آریہ قوم کے ہندوستان میں اُن سے کم از کم ہزار برس بعد منوجی پیدا ہوا تھا۔ اُن کے نزدیک اپنے باپ دادوں کا اجنبی ملک تصور کرنا ممکن نہیں تھا۔ سو منوجی کا آریہ ورت اور ژند دستہ کا آریانہ ہیجو آریا قوم کی قدیم سکونت نہیں تھی۔ اِس بات کے بارے میں ہمیں تلاش کرنی ضرور ہو +

یونانی عالم ایراتستھینس اپنی آریانہ کے حدودیوں قائم کرتا ہو مشرق میں دریائے سندھ جنوب میں دریائے اعظم شمال میں پیروپیس اور سلسلہ کوہ کسپین دروازہ تک۔ اور مغرب میں بھی وہی سلسلۂ کوہ۔ ایراتستھینس کے اِس بیان سے مشرق میں ملک ہندوستان اور مغرب میں ملک میدیہ آریانہ کے باہر رہجاتے ہیں۔ اگرچہ ایراتستھینس سے بہت عرصہ پیشتر یہ دونوں ملک آریا قوم سے آباد ہوچکے تھے سو ایراتستھینس کی آریانہ سے ضرور ایرانیا یعنے ملک ایران مراد ہوگا۔ یعنے وہ سرزمین جہاں ایرانیوں کا اختیار پھیلا ہوا تھا۔ سو اِس سرزمین میں بھی ہمارے اجداد نہیں بستے تھے۔

ایراتستھینس کے آریانہ کے شمال میں کسپین دروازے کا ذکر ہو۔ وہاں کسپیہ نام ایک قوم رہتی تھی جنہوں نے بحر کسپین کو یہہ نام دیا تھا ہیرودوتس نے اِس قوم کو دارا کے صوبا میں دو مرتبہ گنا ہو۔ اِس پر علما کے مختلف خیالات ہیں۔ لیکن گمان غالب ہو کہ مشرقی کسپیہ جنہوں نے بحرہ کو یہہ نام دیا تھا۔ مغربی کسپیہ کی نوآبادی تھی اور قوم کسپیہ قوم آریا کا حقیقی حصہ تھا۔ اُس کے ثبوت میں ہم ذیل کے دلائل پیش کرتے ہیں ؎

(۱) لفظ کسپیہ آریہ لفظ ہو یہہ لفظ پُرانی فارسی کے لفظ اَوْ جس کو سنسکرت میں سُو۔ ژند میں ہُو اور یونانی میں اَیو کہا جاتا ہو۔ بمعنے عمدہ اور اسپہ بمعنے گھوڑا سے نکلا ہو۔

(۲) مطابقت قصہ۔ لفظ کسپیہ اور کسی آپا۔ ایک ہی آواز دیتے ہیں۔ ہندو کہانیوں کے مطابق کسی آپا سے نقصان پہنچانے والے جانور پیدا ہوئے یونانی کہانیوں کے مطابق بحر کسپین سے ایسے جانور پیدا ہوئے۔

(۳) ہندو پرانک کہانی میں کسی آوپا کو سورج کا باپ کہا گیا۔ برہمن لوگ جس وقت سورج کے سامنے متھا ٹیکتے ہیں۔ اُسوقت وے اُسکو کاسی آپا یعنے کسی آپا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اِس پرانک کہانی کی مطابقت رگ وید میں ملتی ہو۔ رگ وید میں سو اسوا کو سورج کا باپ کہا ہو جو ایک راجہ تھا۔ سو کسی آپا اور سو اسوا ایک لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ سینا چاریہ نے اپنے وید کی تفسیر میں شُو اسوا کے بارے میں یوں لکھا ہو۔ کہ شُو اسوا راجہ نے ایک بیٹے کی تمنا میں سورج کی پرستش کی۔ اور سورج خود اُس کا بیٹا بن کے پیدا ہوا۔ لفظ شُو اسوا جو کہ اِس راجہ کا نام تھا دو لفظوں سے مُرکب ہو۔ سو بمعنے عمدہ۔ اور اسوا بمعنے گھوڑا۔ اِس واسطے شُو اسوا سنسکرت میں اور فارسی میں اَوْ اسپا ایک ہو حرف اَوْ سین سے بدل کر شُو ہوگیا ہو اور سین کا کاف سے بدلنا ناممکن نہیں ہو سو شُو اسوا۔ سوا لپا۔ سسپا۔ کسپا ایک ہی ہیں سو ہندو پرانک کہانیوں کا کسی اوپا اور رگوید کا سو اسوا یا کسپا دونوں سورج کے باپ کا نام ہو

(۴) پران کی ایک اور کہانی کسی آپا کو ویدک شُو اسوا یا کسپا کے زیادہ مطابقت دکھلاتی ہو۔ دونوں جگہ ایک ہی کہانی کہی گئی صرف وید میں سورج کے عوض وشنو کا نام پایا جاتا ہو۔ لیکن اِس کا بھی ہم سبب بتا سکتے ہیں۔ اُس کہانی میں وشنو نے تین قدم چل کر بلی نام ایک اسوا کو فتح کیا۔ پران میں یوں لکھا ہو وشنو نارد سے کہتا ہو بڑا اُسر بلی بروچن کا بیٹا کسی سے نہیں مارا جائیگا نہ دیوتوں نہ اسوروں اور نہ راکشسوں سے وہ اِندر کو اِس کے تخت سے گرادیگا جب وہ اِس طرح تینوں جہان کو فتح کرے گا۔ اور اِندر اُس کے ڈر سے بھاگ جائیگا۔ تب میں کسی آپا اور اُس کی جورو ادیتی سے پیدا ہوں گا۔ بارھواں ادتیا (بمعنے سورج) پیدا ہوگا +

بشنو جو کہ وید کے مطابق شُو اسوا یعنے کسپا کا بیٹا ہو اور پران کے مطابق کسی آپا کا بیٹا ہو اُس نے بلی نام ایک اسوا کو فتح کیا۔ ممکن ہو کہ یہہ بلی اُسر ایک پرانی یا اسیری تھا۔ اور یہہ لڑائی جو کہ دیوتاؤں اور اسوروں کے درمیان بیان کی گئی ممکن ہو کہ ہندوستان کی طرف آنے والے آریہ اور ایرانیوں یا اغلباً اسیریوں کے ساتھ ہوئی ہوگی۔

ستیتا برہما میں بلی کو اسور کہا گیا۔ لیکن عام سنسکرت زبان میں لفظ بلی کے معنے بہادر ہیں۔ اسیریوں کتابوں میں اشر بیلا یعنے اشر میرا خداوند پایا جاتا ہو۔ لفظ بلی بل لفظ سے

نکلتا ہے جو مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا - یعنے بادشاہ خدا - خداوند - سو وشنو نے جس بلی کو فتح کیا وہ اسیریوں کا ایک بادشاہ ہوگا - اور جن دنوں میں ویدمیں اس کا ذکر ہوا اُن دنوں ان لفظوں کے معنے دونوں قوم میں ایک ہی تھا یعنے دو نو قوم رگوید میں بشنو کے تین قدم مارنے کا جو ذکر ہے - اُس سے وہ جگہ صاف ظاہر ہوتی ہے جہاں سے آریہ لوگ ہندوستان کو روانہ ہوئے تھے - جیسا کہ رگ وید میں لکھا ہے دیوتے ہمیں زمین کی اُس جگہ سے بچا دیں جس جگہ سے بشنو روانہ ہوا - تین بار اُس نے قدم اٹھایا - دیکھو - رگوید ۱ : ۱ - ۲۲

پس ہم دیکھتے ہیں کہ آریا قوم کی ایک خاص شاخ جن کا ذکر ویدوں میں ہے - کسیاپا - یا شوا سوا - یا کسپا قوم نام ایک راجہ سے علاقہ رکھتے ہیں - جو کہ ایشیا کے بڑے سمندر کسپین کے جنوب مغربی کنارے پر تھے - کسی اپا یا کسپا کی نسبت جو کہانی ہے کہ وہ سورج کا باپ تھا شاید اس کا یہی مطلب ہے کہ اُس نے سورج کی پرستش جاری کی - یا ترغیب دی - شاید ہندوستان کے مشہور سورج جنس کا بھی یہی بھید ہوگا -

راقم بی بی رائے

تعلیم قرآنی دربارہ گناہ

ملنگٹن صاحب ایک لاطینی قرآن کے دوبارہ طبع کرنے کی تمہیدی چھٹی میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد صاحب کو شیطانی الہام تھا کیونکہ وہ گناہ کی حقیقت اور انسانی پریشانی کی نسبت کچھ بھی نہیں بیان کرتا - فی الحقیقت اِس مقام پر کسی اور جگہ کی نسبت قرآن محض انسانی تصنیف معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُس کا درجہ بُت پرستوں کے فلسفہ سے بھی کمتر نظر آتا ہے - اِس ہی جگہ اسلام کی کمزوری بنیاد تک نظر آتی ہے - اور اِس ہی جگہ خدا کے بیٹے کا مجسم ہونا اور کفارہ بنی کے مجموعہ الفاظ سے غائب نظر آتے ہیں اِس ہی جگہ کافی سبب ملتا ہے جس کے رو سے مسیح کی صلیب اسلامی عقیدہ کی زنجیر سے گم شدہ ہے

ازروئے قرآن گناہ کی تعریف

قرآن کے چند مقامات جن میں گناہ کا ذکر ہے ذیل میں درج ہیں -

سورة ۴ : ۳۰ و ۳۲ : ۸۰ و ۴ : ۴۱ : ۱۴ و ۳۹

ونیز سورة ۲ : ۲۸۴ - ۲۸۶ و ۹ : ۱۱۶ و ۳۹ : ۲۵ : ۸۶ : ۹ و ۷۰ : ۱۵ - ۲۵ اور ۴۷ : ۲ و ۳ اِن مقامات کے رو سے جو صحیح اور قریبی تعریف ہو سکتی ہے وہ یہہ ہے کہ گناہ کسی موجودہ شریعت کا جان بوجھ کر توڑنا ہے یا جیسا ویری صاحب لکھتے ہیں کہ علمائے اسلام کے نزدیک گناہ کسی موجودہ شریعت کا عدول ہے اِس لئے غفلت کے گناہ جرائم کی فہرست میں داخل نہیں - اِس ہی خیال سے یہودیوں کا چھوٹے بڑے گناہوں میں فرق کرنا جیسا (متی ۲۲ باب ۳۶ آیت مقابلہ کرو سورة ۴ : ۳ وغیرہ) عیاں ہوتا ہے - بعض کے نزدیک سات کبیرہ گناہ ہیں - بُت پرستی - خون - جھوٹا الزام زناکاری - یتیموں کا مال برباد کرنا - سود خوری - جہاد سے بھاگ جانا - اور والدین کی نافرمانبرداری - اوروں کے نزدیک سترہ ہیں اور کئی کے نزدیک سات سو - اِس فضول بحث کو چھوڑ کر کہ صغیرہ کن کن صورتوں میں کبیرہ ہو جاتے ہیں یہہ بات قابل غور ہے کہ مسلمانوں کے سوائے کبیرہ گناہوں کے اوروں کی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی اور نہ اس کا ضمیر اس کی نسبت اُن کو ملامت کرتا ہے - جھوٹھ - فریب - غصہ - شہوت وغیرہ تمام صغیرہ گناہ ہیں اگر آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے تو یہہ آسانی سے معاف ہو جائیں گے -

الفاظ دربارہ گناہ

ایک اور بڑی تفاوت درمیان انجیلی اور قرآنی تعلیم گناہ کے الفاظوں کا استعمال ہے - الفاظ امر اور نہی فرض اور گناہ کے بجائے داخل کئے گئے ہیں اِس کا سبب قرآن سے ملتا ہے - کوئی چیز بذات خود بھلی یا بُری نہیں مگر قادر مطلق کے حکم سے ایسی ہو جاتی ہے - جس بات کو خدا منع کرے ہے گناہ ہے اگرچہ وہ اُس ہی بات سے کرے جو انسانی تمیز کو درست اور واجب معلوم ہو جس چیز کی نسبت خدا حکم دے ہے وہ گناہ نہیں نہ اُس وقت جب کہ وہ حکم دیتا اگرچہ پیچھے یا مستقبل میں بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کے لئے کثیر التعداد کی نسبت ایک لاں سے بحث کرنا کافی ہوگا - عام لوگوں کے نزدیک رسمی اور اخلاقی قوانین میں کچھ فرق نہیں اور نہ اُس کی تفاوت کا کچھ حال قرآن سے ملتا ہے - بے وضو نماز پڑھنا جھوٹھ بولنے کے جرم کے برابر ہے - مومن مسلمان جو آدھی رات ساتویں حکم کو اپنی من گھڑت ترجمہ سے توڑتا ہے انگریزی گوشت کے بکس سے اِس خیال سے پرہیز کریں کہ مبادا کہ ہم سور کے گوشت سے ناپاک ہو جائیں - بہ لحاظ اخلاقی قوانین کے اسلام فریسیوں کا مذہب عربی میں ترجمہ شدہ علم اخلاق کے چھلکے اور مغز میں تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اسلام بُت پرستوں کے طریق کے برابر ہے - کینڈلش بیان کرتا ہے کہ نہایت قدیمی مذاہب میں اخلاقی اور دینی فرائض میں کوئی فرق نہیں کیونکہ سادہ اور رسمی قوانین کو ترک کرنا اخلاقی جرائم کے برابر سمجھا گیا ہے - اور اکثر اوقات خدا کو ناراض کرنے کا سبب بیان کیا گیا - یہہ ہومر کے شعروں میں پایا جاتا ہے جس جب سوال کیا جاتا ہے کہ خدا کیوں خفا ہے جواب ملتا ہے کہ نذر اور قربانی میں غفلت کی وجہ سے -

قرآن اور حدیث سے اِس قسم کی مثالوں کا جمع کرنا نہایت آسان ہوگا - خیالات کا اِس طرح کا خلط ملط مشتری کے لئے جبکہ اُس نے گناہ راستبازی اور عدالت کی نسبت قائل کرنا چاہا ہے ایک خاص دقت کا باعث ہوا ہے - مسلمانوں کی نجات ناواجب نمونوں اور تعلم کی وجہ سے جو وہ صدیوں سے دیتے



آئے ہیں۔ اصلی حالت سے گرگئی ہو۔

اسلام کی رُوسے گناہ کا ایک چھوٹی بات ہونا

افسوس ہم کو کچھ اور آگے بڑھنا چاہئے۔ از روئے طریق اسلام و قرآن معہ احادیث کے تمام گناہ ایک خفیف معاملہ سمجھے جاتے ہیں۔ صرف کلمہ ہی پڑھنا نہ کہ چال چلن کی اصلاح بھاری کام سمجھا جاتا ہو۔ کلمہ ہی پڑھنے سے یعنے کوئی خدا نہیں مگر اللہ اور محمد اُس کا رسول سچا ایماندار سمجھا جاتا ہو۔ تمام اور معاملے اُس کے سامنے ناچیز ہیں۔ علمائے اسلام اِس کا ایسی یقینی طور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً یا مجبوراً کلمہ پڑھے تو وہ مسلمان ہوجاتا ہو۔ مجھکو ایک متعصب جماعت میں یہہ بتلایا گیا کہ غیر مذہب والے کو کلمہ پڑھنا خوفناک بات ہوگی کیونکہ خواہ وہ اتفاقیہ ہی ہو ہم اُس کو پکڑ کر فوراً اُس کا جبراً ختنہ کردیں گے۔ کلمہ پڑھنا محمدؐ کے مذہب کا دروازہ ہو۔ خداوحد پر ایمان لانا شہوت پرست جنی کے وقت سے لیکر آجتک کے حال کے قتل عام تک لاکھوں گناہوں کے ڈھانپنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہو۔ مگر مبادا اِس بات کا خیال ہو کہ یہہ زیادہ سخت بات ہو۔ میں جارج انسیل صاحب کے مضمون سے نقل کرتا ہوں۔ اِس بات کا انکار نہیں ہوسکتا کہ بعض علمائے اسلام کے نزدیک کسی قدر نیکی کا حاصل کرنا اسلام کے پیرو کے لئے مناسب ہو لیکن محمد صاحب پر کامل ایمان رکھنے کے لئے کوئی ضروری بات نہیں۔ کافر کا مذہب میں شامل ہونا کلمہ پر ایمان ظاہر کرنے سے ہر طرح سے کامل ہوگا اور اُس کی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے سے خراب نہوگا۔ مومنین کی جزا نہ کہ جسم اور شیطان کی خواہشوں پر غالب آنے سے بلکہ نسبتاً اسلام کے دشمنوں کے قتل کرنے کے لحاظ سے ہوگی +

مترجم مسیح الدولہ

وزانڈین اسٹنڈرڈ

واقعات اور آراء

راجپوتانہ مالوہ ٹائمس پر لائبل

ہمارے ناظرین "راجپوتانہ مالوہ ٹائمس" انگریزی ہفتہ وار اخبار اجمیر کے عجیب و غریب حالات سے شاید واقف نہوں۔ یہہ اخبار ایک ڈھائی دن سے نکلنا شروع ہوا ہو۔ اِس نے پیدا ہوتے ہی جیسے کچھ ظلم کئے ہیں اُن کے لکھنے و سنانے سے کلیجہ منہ کو آتا ہو۔ جسے دولتمند اور جنٹلمین دیکھا اُسے دھمکانا شروع کیا اور یوں اپنی روٹیاں چلاتا۔ لیکن اب مثل مشہور کے مصداق "ہزار روز چور کی تو ایک روز شاہ کی" ریوڑی کے پھیر میں آگئے ہیں بایوں کہئے کہ اب جیتے نکلنا امر محال ہو۔ فی الحال جو کچھ اسی پرچہ نے شری بابو کانتی چندر اکر جی۔ پرائم منسٹر ریاست جیپور کے نسبت جو کچھ حالات شائع کئے ہیں اگر پائے ثبوت کو نہ پہنچا سکے تو اس میں کسی طرح کا کلام نہیں کہ بغیر داموں کے کڑے پہنینگے۔ اور ہماری مادر مہربان گورنمنٹ کی روٹیاں مفت میں توڑیں گے۔ وزیر اعظم ریاست مذکور بالا نے لائبل قائم کردیا ہو۔ اور پیروی کیلئے لائق و فائق وکلا طلب کئے ہیں۔ آجکل راجپوتانہ کے گلی وکوچہ میں جیسا کچھ اِس کیس کا ذکر ہوا ہو اُس سے ہر ایک کی سوچ کا نتیجہ ہو۔ خیر کچھ ہی ہو دکلا کی چاندی ہو۔ اِس کے مفصل حالات و نتیجہ کے لئے ناظرین کو ہفتہ آئندہ کا انتظار کرنا پڑیگا + نامہ نگار

ہماری بواجی کی بھی شامت آئی

"راجستان پترکا" اجمیر یہہ ایک ہندی زبان میں اوّل درجہ کا لڑاکا پرچہ ہو۔ جب کبھی کچھ لکھتا ہو ہمیشہ جامہ سے باہر ہوجاتا ہو۔ ہم نے اِس کی شرارت آمیز تحریرات سے اپنے ناظرین باتمکین کو وقتاً فوقتاً آگاہی دی ہو۔ مسیحیوں کے خلاف جہانتک اِس سے زہر اُگلا گیا خوب اُگلا۔ عرصہ دو ہفتہ کا گذرتا ہو کہ اِس میں ایک تحریر شائع ہوئی تھی جسکا ہیڈنگ "کیوں بے مراد علیہ" تھا۔ شاید ہمارے ناظرین کی سمجھ میں نہ آیا ہو کہ یہہ کیا راز ہو سنیئے حضرات بغور سنئے۔

جناب مولوی مراد علیصاحب ہشیار مالک و اڈیٹر راجپوتانہ گزٹ اجمیر کے خلاف بہت کچھ لکھا ہو۔ یا دوسرے معنوں میں یوں کہئے کہ دشنام دہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھ چھوڑا ہو۔ اِسپر مولوی صاحب موصوف نے بھی استغاثہ دائر عدالت کیا ہو اب بواجی کو آٹا دال کا بھاؤ معلوم ہوجائیگا۔ ہم نہیں جانتے کہ اکثر دیانتی وقائع نگاران و نیز اڈیٹران تعصب کی روشنائی سے جتنا کچھ کام لیتے ہیں اتنا کسی سے نہیں۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ضرور کوئی قانون پاس کرنا چاہئے کہ محدود عقل والے اشخاص کو نامہ نگاری و نیز اڈیٹری اخبار کے لئے ہرگز ہرگز اجازت نہ دی جایا کرے۔ کیونکہ ان عقل کے اندھوں کی وجہ سے ملک میں بجائے اتفاق و اتحاد قائم ہونے کے نفاق کا بیج بویا جاتا ہو۔ اِس مقدمہ کے بھی دلچسپ حالات سے ناظرین ہفتہ آئندہ محظوظ ہونگے + نامہ نگار

ڈاکٹر بیروصاحب کا لیکچر اجمیر میں

ڈاکٹر بیرو صاحب کے نام نامی سے تمام عالم واقف ہو۔ آپکا اجمیر میں بھی تشریف لانا ہوا آپکی تشریف آوری کی خبر بذریعہ اشتہارات تعلیم یافتہ لوگوں میں دی گئی تھی جس روز آپکا لیکچر پریسبٹیرین چرچ میں تھا اُس روز حاضرین کی تعداد بے شمار تھی۔ آپکے لیکچر کا خلاصہ یہہ ہو۔ کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب ہو تو وہ مذہب عیسوی ہو۔ جو کہ منجانب اللہ ہو۔ حالانکہ ہم نے بحیثیت رپورٹر اپنی نوٹ بک میں آپکا لیکچر لفظ بلفظ قلم بند کرلیا ہو لیکن ہمارے وہ ناظرین جوکہ "انڈین وٹنس" یا "ایپی گارڈین" ملاحظہ فرماتے ہیں بخوبی ڈاکٹر بیرو صاحب کے خیالات سے واقف ہیں اسلئے یہاں درج کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں لیکن آخر میں اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ آپ کے لیکچر نے اجمیری تعلیم یافتہ لوگوں پر سچی مذہب کا نیک اثر ڈالا ہو + نامہ نگار

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

اجمیر قیصر گنج میں ایک برہنی مسمّٰی رما اوتار نے ورکشاپ کی ایک دالیس (ایک آلہ کا نام ہے) کوئی حکمت سے چرالایا تھا بعد مدت دراز کے پکڑا گیا ہے۔ اب اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا +

ایک برہمن اضلاع مغربی و شمالی سے ایک دولتمند کی عورت کو بھگا لایا تھا اور یہاں اجمیر میں ایک سرائے میں عرصہ دو ہفتہ سے مقیم تھا۔ اتفاقاً اسی سرا میں عورت مذکورہ کا اصلی شوہر آموجود ہوا۔ اور بذریعہ پولیس اس نفسانی شخص کو گرفتار کرایا۔ اب دیکھئے کیا ثمرہ ظہور میں آوے +

آجکل شہر اجمیر میں ایک نوخیز طالب علم مسمّٰی راج بہادری قوم کھتری کے اخلاقی لیکچرس کا خوب شہرہ ہو رہا ہے۔ واقعی قوم کھتری کے درمیان ایسے شخص کا پیدا ہونا اشد ضروری تھا +

لاہور میں جس شخص نے قاتل افغان غازی کو پکڑا اُس کے لئے چندہ کرنے لگے ہیں +

بنارس میں ایک بڑے مشہور سوامی کرشنانند پرزنا بالجبر کا خطرناک مقدمہ قائم ہوا +

۲ فروری کی خبر ہے کہ عثمانی صوبہ کریٹ میں حالت امن بے حد خوفناک ہوگئی ہے +

کراچی فروری ۳۔ کل دوپہر تک ۹۴ واردات اور ۵۰ اموات ہوئیں۔ ہندوؤں میں سے زیادہ مرتے ہیں +

لکھنؤ فروری ۳۔ سیتاپور کے رشوت کے مقدمہ میں دیسی ڈپٹی کلکٹر کو ۳ برس سخت قید اور پانچہزار روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔ اگر جرمانہ نہ ادا کرے تو ۹ نو ماہ کی قید زیادہ کیجاوے گی +

کراچی فروری ۴۔ ۵۶ واردات ۵۱ اموات کل دوپہر تک کل واردات ۱۰۳۵ اور ۹۵۴ اموات +

بمبئی ۵ فروری۔ ۱۱۶ واردات اور ۱۹۳ اموات کل تک رپورٹ کی گئی ہیں +

کل رات کیتھیڈرل میں خاص وبا کے لئے خاص دعا کی گئی ہے۔

ایک ہندو ہسپتال اسسٹنٹ گوکل داس نامی نے بیکلا کے قیدخانہ میں جب اُس کو وبائی مریضوں کے علاج کو جانے کا حکم دیا گیا خودکشی کرلی +

بمبئی کی میونسپل کمیٹی نے مسلمانوں کے قبرستان کے لئے ٹینک بندر میں ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی زمین لینے کی تجویز کو منظور کیا ہے +

۳ فروری کو عدن میں اشتہار دیا گیا کہ بمبئی اور کراچی کے جہازوں کے لئے اُن کی سوانگی سے دس روز تک کوارنٹین کا عمل درآمد ہوگا +

سلطان مسقط نے بمبئی اور کراچی کے مسافروں پر کوارنٹین لگا دیا ہے +

لندن فروری ۶۔ کل رات ہوس آف کامنس میں سرمیل ہکس بیچ صاحب نے پیش کیا کہ ۷۹۸۰۲ پونڈ مصر کو سوڈان مہم کے خرچ کو واپس کرنے اور وادی حلفہ سے ابوحمید تک ریل کی سڑک کے بنانے کے لئے واپس کرنے کی غرض سے منظور کیا جاوے +

یہہ تجویز ۱۶۹ مخالف ۷۵ کے ووٹ سے منظور کی گئی +

لندن ۶ فروری۔ قریت کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ مقام کنیا میں سخت لڑائی ہوئی +

سپاہیوں نے سفیلوں پر عیسائیوں پر بندوقیں فائر کیں اور عیسائی بستی کا تین چوتھائی حصہ جلا دیا گیا ہے +

آن عیسائیوں پر جو پناہ کے لئے غیر ملکوں کے جنگی جہازوں کی طرف بھاگے جاتے تھے مسلمانوں نے حملہ کیا اور بہت سے مار دئے گئے ہیں +

یونان میں اِس سے بڑی تشویش ہو رہی ہے اور سرکار یونان نے اعلان دیدیا ہے کہ ہم آگے کو اب توقف نہ کریں گے اور کنیا کی طرف چار جنگی جہاز روانہ کردئے گئے ہیں +

کراچی۔ فروری ۷۔ چوتھی تاریخ کی دوپہر تک ۴۴ واردات اور ۴۳ اموات ہوئیں۔ پانچویں تاریخ کو ۳۷ واردات اور ۳۵ اموات۔ آجتک کل واردات ۱۱۱۶ اور اموات ۱۰۳۲ +

چوتھی تاریخ کو مسلمان زیادہ مرے مگر آج تعداد برابر ہے +

بمبئی فروری ۶۔ کل ۱۲۳ واردات ہوئیں اور ۷۹ اموات ہوئیں +

مدراس فروری ۶۔ مدراس گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا سے بڑے زور سے التجا کی ہے کہ حج کے جانے والے حاجیوں کے لئے مدراس کا بندرگاہ بنانے کا حکم منسوخ کیا جاوے +

شرف مدراس کے نام ایک عرضداشت پر دستخط ہو رہے ہیں جس میں یہہ درخواست کی گئی ہے کہ ایک عام جلسہ ہو اس غرض سے کہ گورنمنٹ ہند اپس حکم کی نسبت ناراضگی ظاہر کیجاوے +

کلکتہ فروری ۵۔ ہندوستان کے قحط کا چندہ دس لاکھ بیس ہزار روپیہ تک پہنچ گیا ہے +

لودیانہ ایک جنگلی سؤر نے ایک لڑکی کو زخمی کیا۔ وہ لڑکی اب تک زندہ ہے +

ایک تنور پر دو چھوٹے چھوٹے لڑکے بیٹھے تھے ایک اندر گر پڑا دوسرا اُس کے نکالنے کو اندر گیا دونو جل گئے۔ ایک مرگیا

مضامین مفید المبتدین

ایک سچی کہانی

چند سال گذرے کہ کسی مدرسہ میں ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس کی ہوگی تعلیم پانے گئی۔ چونکہ اُس کے والدین گذر گئے تھے اور کوئی رشتہ دار ایسا نہ تھا جو اُس کی پرورش و تربیت کا بوجھ اُٹھا سکتا۔ اُس کو کسی ڈاکٹر صاحب نے مدرسہ میں بھیجا یا یہ کہو کہ وہ گارڈین بنے۔ جب وہ اُس مدرسہ میں داخل ہوئی تو کسی ایسی زبان سے واقف نہ تھی جس میں اور لڑکیوں سے کلام کر سکتی۔ یعنے اُس کو نہ تو انگریزی آتی تھی۔ نہ اردو اور نہ ہندی زبانیں۔ اور بالکل لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی۔ پر تھوڑے دنوں میں اردو اور انگریزی باتوں میں خوب گفتگو کرنے لگی۔ اور پڑھنے لکھنے میں بہت ہی ترقی کی۔ شروع سے اس کو بائبل پڑھنے کا بڑا شوق ہوا۔ ہر صبح کسی نہ کسی سے بائبل مانگ کر بیچ کرکے پڑھتی اور محنت سے روزمرہ کا سبق اس کتاب سے سیکھتی۔ جب جماعت میں استاد بائبل میں سے کچھ بیان کرتا۔ تو بڑے دھیان سے سنتی اور سوال کرتی۔ کیونکہ اس سے پیشتر کبھی ایسی باتیں نہ سنی تھیں۔ اُس کو یہ باتیں بڑی دلچسپ معلوم ہوئیں۔ اس بیج نے اُس کے دل میں جڑ پکڑی۔ اِس واسطے کہ زمین نرم تھی۔ یہی طرح روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور اپنی جماعت میں اکثر اول رہتی چند ہی مہینوں کے بعد اُس نے بپتسمہ پانے کی خواہش ظاہر کی۔ بپتسمہ پانے سے پیشتر اس کی طبیعت علیل رہتی تھی مگر تاہم اپنے ہر ایک کام میں سرگرم رہتی اور ہمیشہ خوش نظر آتی تھی بپتسمہ لینے کے تھوڑے دن بعد وہ زیادہ بیمار ہوگئی پھر کسی قدر اچھی ہوئی اور مدرسہ جانے کا ارادہ کیا پھر وہ وقت آگیا تھا کہ وہ اُس مدرسہ میں داخل ہو۔ جہاں کسی سے بائبل مانگنے کی حاجت نہ تھی اور ایسے استاد سے سیکھے جو کامل اور پُر محبت ہے۔ مرنے سے دو تین گھنٹے پہلے اُس نے اپنے رفیقوں سے ملنا چاہا پر وقت تنگ تھا۔ سو وہ یہ کہتی ہوئی " میں مسیح پاس جاتی ہوں جلدی جاتی ہوں۔ بہت دُکھ ہے " اپنے آرام میں داخل ہوئی دیکھو اُس نے ڈیڑھ برس میں کیا کچھ سیکھا۔ ہاں مسیح کی پہچان حاصل کی۔ بعض لڑکے لڑکیوں کو اِس سے زیادہ وقت ملتا ہے اور عمدہ موقعے بھی۔ کیا وہ اُسی طرح شوق سے پاک کلام کو پڑھتے ہیں! یاد رکھو جس کو زیادہ دیا گیا ہے۔ اُس سے زیادہ طلب کیا جائے گا +

میرا باپ دیتا ہے۔ وہ بیچتا نہیں

ایک ماں تھی جو موت کے بستر پر لیٹی تھی۔ پیاس سے اُس کے لب سوکھے ہوئے تھے۔ اُس کی چھوٹی لڑکی اُس کی چارپائی کے پاس کھڑی تھی۔ یکایک اس کو خیال آیا۔ " کہ میں نے شاہی باغ میں بڑے عمدہ انگور دیکھے ہیں جاکر پوچھتی ہوں ایک گُچھے کی کیا قیمت ہے۔ کاش! مجھ کو ماں کے واسطے ایک ہی گُچھا مل جائے " اِس خیال سے وہ باغ کی طرف گئی۔ نزدیک پہنچتے ہی سنتری نے جو پہرے پر تھا پوچھا۔ کہ " تم کیا چاہتی ہو؟ " اُس نے کہا " میں بادشاہ کو دیکھنا چاہتی ہوں " سنتری سختی سے بولا اور کہا " یہ نہیں ہوسکتا ہے " لڑکی نے منت سے کہا " میری ماں بیمار ہے " اِس پر سنتری نے کہا میں کسی کو ان پھاٹکوں کے اندر آنے نہیں دے سکتا " وہ لڑکی بڑی اُداس ہوئی اور زار زار رونے لگی۔ اتنے میں بادشاہ کے بیٹے کا گذر وہاں سے ہوا۔ لڑکی کی حالت دیکھکر اُس پر رحم آیا۔ اور حال دریافت کیا پھر اُس کی طرف مخاطب ہوکر کہا " کہ تمہارا بادشاہ کے ساتھ کیا کام ہے؟ " لڑکی نے کہا " میری ماں مرنے کے قریب ہے اور پیاسی ہے۔ میں جاننا چاہتی تھی۔ کہ انگور کے ایک گچھے کی کیا قیمت ہوگی " اتنا کہکر وہ رونے لگی۔ بادشاہ کے بیٹے نے اُس کو اپنے پیچھے آنیکی اجازت دی۔ اور انگورستان میں لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ سے ایک گُچھا توڑ کر اس متعجب لڑکی کو دیا۔ اور کہا " میرا باپ بیچتا نہیں۔ پر دیتا ہے " اسی طرح ہم اپنی نجات کو خرید نہیں سکتے۔ پر خدا مُفت دیتا ہے۔ اور اُس نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا بیٹا بخشا +

لڑکوں اور لڑکیوں کو کیا کریں

یہ ایک سوال ہے جو آجکل انگلستان۔ فرانس اور عنقریب ہر ملک شہر اور دیہات میں والدین کے سامنے پیش ہے۔ وے سوچتے ہیں کہ ہم لڑکوں اور لڑکیوں کو کیا کریں۔ فرانس میں ۱۱۵ جگہیں استانیوں کی خالی ہوئیں جن کے واسطے ۷۴۹۶ امیدواروں کی عرضیاں پیش ہوئیں۔ ۲۷۵ جگہیں سڑک جھاڑنیوالوں کی خالی ہوئیں جن کے لئے ۲۱۵۶۲ امیدوار حاضر ہوئے اور ۸ جگہیں چھوٹے چھوٹے محرروں (جونیر کلرکشپس) کے لئے کم سے کم ۲۰۰۰ نے عرضیاں پیش کیں۔ اِنسان دن بدن شائستہ اور ہوشیار ہوتا جاتا ہے اور اِس ہی سبب سے ہر دُنیاوی کاروبار کے کرنے میں عقلی ترقی کا زور نظر آتا ہے۔ کُل دنیا میں معاش حاصل کرنے کی صورت بہت ہی مشکل ہوتی جاتی ہے + (کوکب ہند)

غور طلب

جو کوئی تادیب کو دوست رکھتا ہے معرفت کو دوست رکھتا ہے پر جو کوئی تنبیہ سے کینہ رکھتا ہے حیوان ہے نیک مرد خداوند کی مہربانی حاصل کرتا ہے پر وہ اُس شخص کو جو بُرے منصوبے کرتا ہے مجرم ٹھہراوے گا +

وہاں جاکر اور کچھ روپیہ کما کر اپنے گھر سب کچھ لے آتے ہیں اور اِس ملک میں پائدار سکونت نہیں اختیار کرتے یہہ معاملہ قریب قریب ویسا ہی ہی جیسا کہ چین کے قلیوں کے لئے امریکہ میں علدرآمد ہو رہا ہی۔ ہم اِس بات کو قبول کرتے ہیں کہ اِس قسم کا قانون خودغرضی سے خالی نہیں اور بالضرور یہہ اقرار کرنا پڑتا ہی کہ آجتک تمام گورنمنٹیں کم و بیش خودغرض رہی ہیں۔ مسیحی مذہب کی بدولت فرداً فرداً لوگ خودغرضی پر غالب آئے مگر گورنمنٹوں میں خودغرضیاں معلوم ہوتی ہیں۔ جب امریکہ میں چین کے قلیوں کی ممانعت کا قانون نکلا تو ہماری ذاتی رائے اُس کے برخلاف تھی اور اگرچہ اُن کے آنے میں چند دقتیں تھیں تو بھی ہمارے خیال میں ممانعت کا نہونا بہتر تھا لیکن منع کرنے والے لوگوں کی دلائل بھی قابل غور ہیں اور وہ یہہ ہیں کہ اہل چین آخر تک چینی ہی رہتے ہیں امریکہ کو اپنا وطن نہیں بناتے نہ سرکار کو کچھ فائدہ پہنچاتے ہیں بلکہ وہاں اچھی مزدوری پاکر تیسرا یا چوتھا حصّہ بھی بمشکل خرچ کرتے ہیں باقی اپنے گھر لیجاتے ہیں۔ ہر شخص اسی کوشش میں رہتا ہی کہ مرنے سے پہلے اپنے ملک میں جا پہنچے اور اگر وہاں مریں تو ہڈیوں کو چین میں پہنچاتے ہیں۔ افریقہ کا معاملہ بھی اِسی بنیاد پر ہی۔ بلاشک تمام دنیا کی گورنمنٹیں لوگوں کے فائدہ کے واسطے خدا کی طرف سے مقرر ہوئی ہیں اور لوگ فائدہ حاصل کرنے کے مستحق ہیں لیکن دوسری طرف سرکار کا بھی حق ہی کہ لوگوں سے فائدہ اُٹھاوے۔ اگر کوئی ایسی قوم ہو جو نہ فائدہ پہنچاتی ہو اور نہ فائدہ پہنچانے کی اُمید اُس سے رکھی جا سکتی ہو تو یہہ کہنا مشکل ہی کہ سرکار کیوں ممانعت کرتی ہی +

مرحوم مس کیچ پول صاحبہ

عرصہ سے پنجاب کی کلیسیا پر خداوند کا ہاتھ بھاری ہی۔ تھوڑے ہی عرصے میں کئی بزرگ خداوند کے ہاں جا رہے پادری رائٹ صاحب مرحوم۔ ڈپٹی آتھم صاحب مرحوم منصف ششر سنگھ صاحب مرحوم۔ ابھی اِن کے غم غلط نہ ہوئے تھے۔ کہ پادری بیٹمین صاحب کی میم صاحبہ نے انتقال فرمایا۔ پادری صاحب کو اُن کی مفارقت کا جو غم ہوا۔ ہر ایک خیال کر سکتا ہی۔ اِن سب سے بڑھکر ۶ تاریخ ماہ جنوری کو جو جانگداز حادثہ ہوا ہی۔ خدا ہی جانتا ہی۔ نارو وال کی کلیسیا کو سخت صدمہ پہنچا۔ مس کیچ پول صاحبہ آنریری لیڈی مشنری۔ کیسی خداپرست کیسی محنت کش۔ کیسی جان نثار۔ کیسی صلیب بردار۔ خدا جانتا ہی کہ اُس نے کس طرح انجیل کی خدمت کے لئے اپنی جان کو فدا کر رکھا تھا۔ سچ سچ یہہ برگزیدہ بی بی کنخریہ کی خادمہ کی طرح تھیں۔ بعارضہ چیچک انتقال فرما گئیں۔ ساری کلیسیا کو سخت صدمہ پہنچا ہی۔ خاص کر پادری بیٹمین صاحب اور پادری احسان اللہ صاحب کو۔ موخرالذکر صاحب کی تو یہہ دست و بازو تھیں۔ دونوں ملکر عجیب سرگرمی سے خداوند کی خدمت کرتے تھے۔ مس صاحبہ مرحومہ نے لیڈی مشنریوں کا ڈیرہ چھوڑ دیا تھا۔ فقیرانہ طور پر اوقات بسری کرتی تھیں۔ بغیر نوکر چاکر تنبو ڈیرہ کے دیہات میں پھرتی تھیں۔ چادر اوڑھتی تھیں۔ ایسی امیر لیڈی اور یہہ خود انکاری۔ دوسری مشنری لیڈیوں کو نمونہ پکڑنا چاہئے۔ اُن کے مسیحی مزاج انکساری کی وجہ سے ہر ایک اُن کو پیار کرتا تھا۔ اچھا خداوند کو یونہی منظور ہوا۔ بہتر ہی۔ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔

اب مشنری کہنے لگ گئے ہیں کہ اس طرح کی فقیرانہ زندگی ہمارے مزاج کے خلاف ہی۔ کیوں بھائی دیسی مسیحی بھائیو اور بہنو۔ ایسی زندگی آپ کے مزاج کے بھی خلاف ہی۔ اٹھو ہمت کرو۔ کیونکہ خدا کو منظور ہی۔ کہ وہ ہم سے خدمت لے۔ کیونکہ پردیسی کہتے ہیں کہ اِس ملک کی ہوا ہمارے موافق نہیں۔ ہم مس صاحبہ مرحومہ کی طرح لوگوں میں مل جُل کر نہیں رہ سکتے۔ دیسی بھائیو۔ آپ تو رہ سکتے ہیں۔ اٹھو کام کرنے کا وقت ہی۔ پادری احسان اللہ کے ساتھی کو خدا نے بُلا لیا۔ ہم میں سے اُٹھکر کوئی اُن کا ساتھ دے۔

ہماری دعا ہی کہ خداوند یسوع مس صاحبہ کے عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور اپنے کھیت میں کام کرنے کو اُس کا اچھا نعم البدل عطا فرما دے۔ سچ تو یوں ہی کہ مس صاحبہ کو شہید تو نہیں کہہ سکتے۔ مگر جان نثار و شہید صلیب کہنے میں کلام نہیں ہو سکتا۔ مس صاحبہ ایک غیر قوم کے گاؤں میں انجیل سناتی تھیں۔ جہاں چیچک تھی۔ وہاں آپ کو لگ گئی کہ خداوند کا پیغام آ گیا۔ کہ تیری خدمت منظور ہی۔ اب تو آرام میں داخل ہو۔ گذشتہ سال آپ پادری احسان اللہ صاحب کے ساتھ آگرہ گئی تھیں۔ جہاں اُنہوں نے خوب کام کیا تھا۔ خداوند کا نام مبارک ہو +

راقم واعظ

ضرورت

ہمیں ایک مسیحی دیندار عورت کی۔ جو کہ ورنیکلر مڈل پاس شدہ ہو۔ اور اپر پرائمری کی کلاسوں کو۔ اردو۔ گور مکھی اور ہندی بخوبی پڑھا سکتی ہو۔ ہیڈ ماسٹری کے لئے ضرورت ہی تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار اور مکان مُفت ملیگا درخواستیں معہ نقول اسناد کے آنی چاہئیں +

المشتہر

مس ای۔ ایم۔ کارڈن۔ سپرنٹنڈنٹ۔ گرلیس سکول۔ سیوپیان[illegible]

مکرر تاکید

ہم چند سطریں نادہندوں کیواسطے لکھتے ہیں کہ بعض لوگ قرضدار ہوکر اخبار کو بند کر دیا۔ اب شروع سال سے جن لوگوں کے اخبار بند کئے گئے ہیں سب سے بتوسط بذریعہ قیمت اخبار باقی ہی ہم ایک یادداشت بھیجتے ہیں ان کے پاس بھیجینگے لہذا جنکے ذمہ کچھ باقی ہو وہ روانہ فرماویں ورنہ ہم ایک سو سے زیادہ ہیں کہ قیمت ادا نکرنیوالوں کا نام نادہندوں کی فہرست میں چھاپدیں ہم تمام خریداروں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم کسی کے محاسب نہیں ہیں کہ حساب کتاب کے جھگڑے کریں پھر ہیں لہذا نوٹس دیتے ہیں کہ فوراً قیمت اخبار بھیجیں تو بہتر ہوگا ۔ منیجر نور افشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب اڈیٹر۔ ان چیف و منیجر نور افشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم داؤد کے اہتمام سے چھپا +